

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (حصہ سوم)

<?xml encoding="UTF-8">

مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ کا خطبہ مقتل ابی مخنف ص ۸۸ میں ہے (ایک سال تک قیدخانہ شام کی صعوبت برداشت کرنے کے بعد جب اہل بیت رسول کی رہائی ہوئی اور یہ قافلہ کربلا ہوتا ہوا مدینہ کی طرف چلا تو قریب مدینہ پہنچ کر امام علیہ السلام نے لوگوں کو خاموش ہوجانے کا اشارہ کیا، سب کے سب خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا: حداس خدا کی جو تمام دنیا کا پروردگار ہے، روز جزاء کا مالک ہے، تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے جو اتنا دور ہے کہ بلند آسمان سے بھی بلند ہے اور اتنا قریب ہے کہ سامنے موجود ہے اور ہماری باتوں کا سنتا ہے، ہم خدا کی تعریف کرتے ہیں اور اس کا شکر بجاتے ہیں عظیم حادثوں، زمانے کی ہولناک گردشوں، دردناک غموں، خطرناک آفتوں، شدید تکلیفوں، اور قلب و جگر کو ہلا دینے والی مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت اے لوگو! خدا اور صرف خدا کے لیے حمد ہے، ہم بڑے بڑے مصائب میں مبتلا کئے گئے، دیوار اسلام میں بہت بڑا رخنہ (شگاف) پڑ گیا، حضرت ابو عبد اللہ الحسین اور ان کے اہل بیت شہید کر دیے گئے، ان کی عورتیں اور بچے قید کر دیئے گئے اور (لشکر یزید نے) ان کے سر پائے مبارک کو بلند نیزوں پر رکھ کر شہروں میں پھرایا، یہ وہ مصیبت ہے جس کے برابر کوئی مصیبت نہیں، اے لوگو! تم سے کون مرد ہے جو شہادت حسین کے بعد خوش رہے یا کون سادل ہے جو شہادت حسین سے غمگین نہ ہو یا کون سی آنکھ ہے جو آنسوؤں کو روک سکے، شہادت حسین پر ساتوں آسمان روئے، سمندر اور اس کی شاخیں ورئیں، مچھلیاں اور سمندر کے گرداب روئے ملائکہ مقربین اور تمام آسمان والے روئے، اے لوگو! کون سا قطب ہے جو شہادت حسین کی خبر سن کر نہ پھٹ جائے، کون سا قلب ہے جو محزون نہ ہو، کون سا کان ہے جو اس مصیبت کو سن کر جس سے دیوار اسلام میں رخنہ پڑا، بہرہ نہ ہو، اے لوگو! ہماری یہ حالت تھی کہ ہم کشاں کشاں پھرائے جاتے تھے، در بدر ٹھکرائے جاتے تھے ذلیل کئے گئے شہروں سے دور تھے، گویا ہم کو اولاد ترک و کابل سمجھ لیا گیا تھا، حالانکہ نہ ہم نے کوئی جرم کیا تھا نہ کسی برائی کا ارتکاب کیا تھا نہ دیوار اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا تھا اور نہ ان چیزوں کے خلاف کیا تھا جو ہم نے اپنے اباؤ اجداد سے سنتا تھا، خدا کی قسم اگر حضرت نبی بھی ان لوگوں (لشکر یزید) کو ہم سے جنگ کرنے کے لیے منع کرتے (تو یہ نہ مانتے) جیسا کہ حضرت نبی نے ہماری وصایت کا اعلان کیا (اور ان لوگوں نے مانا) بلکہ جتنا انہوں نے کیا ہے اس سے زیادہ سلوک کرتے، ہم خدا کے لیے ہیں اور خدا کی طرف ہماری بازگشت ہے۔“

روضہ رسول پر امام علیہ السلام کی فریاد

مقتل ابی مخنف ص ۱۲۳ میں ہے کہ جب یہ لٹا ہوا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا تو حضرت ام کلثوم گریہ و بکا کرتی ہوئی مسجد نبوی میں داخل ہوئیں اور عرض کی، اے نانا آپ پر میرا سلام ہو ”انی ناعیۃ الیک ولدک الحسین“ میں آپ کو آپ کے فرزند حسین کی خبر شہادت سناتی ہوں، یہ کہنا تھا کہ قبر رسول سے گریہ کی صدا بلند ہوئی اور تمام لوگ رونے لگے پھر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے نانا کی قبر مبارک پر تشریف لائے اور اپنے رخسار قبر مطہر سے رگڑتے ہوئے یوں فریاد کرنے لگے :

اناجیک یاجداه یاخیرمرسل
اناجیک محزوناعلیک موجلا
سببناکما تسی الاماء ومسنا
حبیبک مقتول ونسلک ضائع
اسیرا ومالی حامیا ومدافع
من الضرمالاتحمله الاصابع

ترجمہ: میں آپ سے فریاد کرتا ہوں اے نانا، اے تمام رسولوں میں سب سے بہتر، آپ کا محبوب ”حسین“ شہید کر دیا گیا اور آپ کی نسل تباہ و برباد کر دی گئی، اے نانا میں رنج و غم کا مارا آپ سے فریاد کرتا ہوں مجھے قید کیا گیا میرا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اے نانا ہم سب کو اس طرح قید کیا گیا، جس طرح (لاوارث) کنیزوں کو قید کیا جاتا ہے، اے نانا ہم پر اتنے مصائب ڈھائے گئے جو انگلیوں پر گنے نہیں جاسکتے۔

امام زین العابدین اور خاک شفا

مصباح المتہجد میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس ایک کپڑے میں بندھی ہوئی تھوڑی سی خاک شفاء کرتی تھی (مناقب جلد ۲ ص ۳۲۹ طبع ملتان)۔
حضرت کے ہمراہ خاک شفاء کا ہمیشہ رہناتین حال سے خالی نہ تھا یا اسے تبرک رکھتے تھے یا اس پر نماز میں سجدہ کرتے تھے یا اسے بحیثیت محافظ رکھتے تھے اور لوگوں کو یہ بتانا مقصود رہتا تھا کہ جس کے پاس خاک شفاء ہو وہ جملہ مصائب و آلام سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا مال چوری نہیں ہوتا جیسا کہ احادیث سے واضح ہے ۔

امام زین العابدین اور محمد حنفیہ کے درمیان حجر اسود کا فیصلہ

آل محمد کے مدینہ پہنچنے کے بعد امام زین العابدین کے چچا محمد حنفیہ نے بروایت اہل اسلام امام سے خواہش کی کہ مجھے تبرکات امامت دیدو، کیونکہ میں بزرگ خاندان اور امامت کا اہل و حقدار ہوں آپ نے فرمایا کہ حجر اسود کے پاس چلو وہ فیصلہ کر دے گا جب یہ حضرات اس کے پاس پہنچے تو وہ بحکم خدایوں بولا ”امامت زین العابدین کا حق ہے“ اس فیصلہ کو دونوں نے تسلیم کر لیا (شواہد النبوت ص ۱۷۶) ۔
کامل مبردمیں ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے محمد حنفیہ، امام زین العابدین کی بڑی عزت کرتے تھے ایک دن ابو خالد کابلی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ حجر اسود نے خلافت کا ان کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور یہ امام زمانہ ہیں یہ سنکر وہ مذہب امامیہ کا قائل ہو گیا (مناقب جلد ۲ ص ۳۲۶) ۔

ثبوت امامت میں امام زین العابدین کا کنکری پر مہر فرمانا

اصول کافی میں ہے کہ ایک عورت جس کی عمر ۱۱۳ سال کی ہو چکی تھی ایک دن امام زین العابدین کے پاس آئی اس کے پاس وہ کنکری تھی جس پر حضرت علی امام حسن، امام حسین کی مہر امامت لگی ہوئی تھی اس کے آتے ہی ہلاکے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ کنکری لاجس پر میرے آباؤ اجداد کی مہریں لگی ہوئی ہیں اس پر میں بھی مہر کردوں چنانچہ اس نے کنکری دیدی آپ نے اسے مہر کر کے واپس کردی، اور اس کی جوانی بھی پلٹادی، وہ خوش و خرم واپس چلی گئی (دمعہ ساکبہ جلد ۲ ص ۴۳۶)۔

واقعہ حرہ اور امام زین العابدین علیہ السلام

مستند تواریخ میں ہے کہ کربلا کے بے گناہ قتل نے اسلام میں ایک تہلکہ ڈال دیا خصوصاً ایران میں ایک قوی جوش پیدا کر دیا، جس نے بعد میں بنی عباس کو بنی امیہ کے غارت کرنے میں بڑی مدد دی چونکہ یزید تارک الصلوٰۃ اور شارب الخمر تھا اور بیٹی بہن سے نکاح کرتا اور کتوں سے کھیلتا تھا، اس کی ملحدانہ حرکتوں اور امام حسین کے شہید کرنے سے مدینہ میں اس قدر جوش پھیل کر ۶۲ ہجری میں اہل مدینہ نے یزید کی معطلی کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سردار بنا کر یزید کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا، سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتا ہے کہ غسیل الملائکہ (حنظلہ) کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑیں گے غضب ہے کہ لوگ ماں بہنوں، اور بیٹیوں سے نکاح کریں۔ علانیہ شرابیوں پٹیں اور نماز چھوڑ بیٹھیں۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کو جو خونریزی کی کثرت کے سبب ”مسرف“ کے نام سے مشہور ہے، فوج کثیر دے کر اہل مدینہ کی سرکوبی کوروانہ کیا اہل مدینہ نے باب الطیبہ کے قریب مقام ”حرہ“ پر شامیوں کا مقابلہ کیا، گھمسان کارن پڑا، مسلمانوں کی تعداد شامیوں سے بہت کم تھی باوجودیکہ انہوں نے دادرمانگی دی، مگر آخر شکست کھائی، مدینہ کے چیدہ چیدہ بہادر رسول اللہ کے بڑے بڑے صحابی انصار و مہاجر اس ہنگامہ آفت میں شہید ہوئے، شامی شہر میں گھس گئے مزارات کوان کی زینت و آرایش کی خاطر مسمار کر دیا، ہزاروں عورتوں سے بدکاری کی ہزاروں باکرہ لڑکیوں کا ازالہ بکارت کر ڈالا، شہر کو لوٹ لیا، تین دن قتل عام کرایا، دس ہزار سے زائد باشندگان مدینہ جن میں سات سو مہاجر و انصار اور اتنے ہی حاملان و حافظان قران علماء و صلحاء و محدث تھے اس واقعہ میں مقتول ہوئے ہزاروں لڑکے لڑکیاں غلام بنائی گئیں اور باقی لوگوں سے بشرط قبول غلامی یزید کی بیعت لی گئی۔

مسجد نبوی اور حضرت کے حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے گئے یہاں تک کہ لید کے انبار لگ گئے یہ واقعہ جو تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۲۷ / ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو ہوا تھا اس واقعہ پر مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ کفر و بت پرستی نے پھر غلبہ پایا، ایک فرنگی مورخ لکھتا ہے کہ کفر کا دوبارہ جنم لینا اسلام کے لیے سخت خوفناک اور تباہی بخش ثابت ہوا بقیہ تمام مدینہ کو یزید کا غلام بنایا گیا، جس نے انکار کیا اس کا سرتار لیا گیا، اس رسوائی سے صرف دو آدمی بچے ”علی بن الحسین“ اور علی بن عبداللہ بن عباس ان سے یزید کی بیعت بھی نہیں لی گئی۔

مدارس شفا خانے اور دیگر رفاہ عام کی عمارتیں جو خلفاء کے زمانے میں بنائی گئیں تھیں یا تو بند کر دی گئیں یا مسمار اور عرب پھر ایک ویرانہ بن گیا، اس کے چند مدت بعد علی بن الحسین کے پوتے جعفر صادق نے اپنے

جدامجد علی مرتضیٰ کامکتب خانہ پھرمدینہ میں جاری کیا، مگر یہ صحرامیں صرف ایک ہی سچانخلستان تھا اس کے چاروں طرف ظلمت و ضلالت چھائی ہوئی تھی، مدینہ پھرکبھی نہ سنبھل سکا، بنی امیہ کے عہدمیں مدینہ ایسی اجڑی بستی ہوگیا کہ جب منصورعباس زیارت کومدینہ میں آیا تو اسے ایک رہنما کی ضرورت پڑی جو اس کو وہ مکانات بتائے جہاں ابتدائی زمانہ کے بزرگان اسلام رہا کرتے تھے (تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۳۶، تاریخ ابوالفداء جلد ۱ ص ۱۹۱، تاریخ فخری ص ۸۶، تاریخ کامل جلد ۲ ص ۴۹، صواعق محرقہ ص ۱۳۲)۔

واقعہ حرہ اورآپ کی قیام گاہ

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک چھوٹی سی جگہ ”منبع“ نامی تھی جہاں کھیتی باڑی کا کام ہوتا تھا واقعہ حرہ کے موقع پرآپ شہرمدینہ سے نکل کر اپنے گاؤں چلے گئے تھے (تاریخ کامل جلد ۲ ص ۴۵) یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت علی خلیفہ عثمان کے عہدمیں قیام پذیر تھے (عقد فرید جلد ۲ ص ۲۱۶)۔

خاندانی دشمن مروان کے ساتھ آپ کی کرم گستری

واقعہ حرہ کے موقع پر جب مروان نے اپنی اوراہل و عیال کی تباہی و بربادی کا یقین کر لیا تو عبداللہ بن عمر کے پاس جاکر کہنے لگا کہ ہماری محافظت کرو، حکومت کی نظرمیری طرف سے بھی پھری ہوئی ہے، میں جان اور عورتوں کی بے حرمتی سے ڈرتا ہوں، انہوں نے صاف انکار کر دیا، اس وقت وہ امام زین العابدین کے پاس آیا اور اس نے اپنی اور اپنے بچوں کی تباہی و بربادی کا حوالہ دے کر حفاظت کی درخواست کی حضرت نے یہ خیال کیے بغیر کہ یہ خاندانی ہمارا دشمن ہے اور اس نے واقعہ کربلا کے سلسلہ میں پوری دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے آپ نے فرما دیا بہتر ہے کہ اپنے بچوں کو میرے پاس بمقام منبع بھیج دو، جہاں میرے بچے رہیں گے تمہارے بھی رہیں گے چنانچہ وہ اپنے بال بچوں کو جن میں حضرت عثمان کی بیٹی عائشہ بھی تھیں آپ کے پاس پہنچا گیا اور آپ نے سب کی مکمل حفاظت فرمائی (تاریخ کامل جلد ۲ ص ۴۵)۔

دشمن ازلی حصین بن نمیر کے ساتھ آپ کی کرم نوازی

مدینہ کوتباہ و برباد کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ ابتدائے ۶۲ھ میں مدینہ سے مکہ کو روانہ ہو گیا اتفاقاً راہ میں بیمار ہو کر وہ گمراہ راہی جہنم ہو گیا، مرتے وقت اس نے حصین بن نمیر کو اپنا جانشین مقرر کر دیا اس نے وہاں پہنچ کر خانہ کعبہ پر سنگ باری کی اور اس میں آگ لگا دی، اس کے بعد مکمل محاصرہ کر کے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کرنا چاہا اس محاصرہ کو چالیس دن گزرے تھے کہ یزید پلید و اصل جہنم ہو گیا، اس کے مرنے کی خبر سے ابن زبیر نے غلبہ حاصل کر لیا اور یہ وہاں سے بھاگ کر مدینہ جا پہنچا۔

مدینہ کے دوران قیام میں اس معلون نے ایک دن بوقت شب چند سواروں کو لے کر فوج کے غذائی سامان کی فراہمی کے لیے ایک گاؤں کی راہ پکڑی، راستہ میں اس کی ملاقات حضرت امام زین العابدین سے ہو گئی، آپ کے ہمراہ کچھ اونٹ تھے جن پر غذائی سامان لدا ہوا تھا اس نے آپ سے وہ غلہ خریدنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اگر تجھے

ضرورت ہے تو یونہی لے لے ہم اسے فروخت نہیں کرسکتے (کیونکہ میں اسے فقراء مدینہ کے لیے لایا ہوں) اس نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے، آپ نے فرمایا مجھے ”علی بن الحسین“ کہتے ہیں پھر آپ نے اس سے نام دریافت کیا تو اس نے کہامیں حصین بن نمیر بنوں، اللہ رہے، آپ کی کرم نوازی، آپ جاننے کہ باوجود کہ یہ میرے باپ کے قاتلوں میں سے ہے اسے ساراغلہ مفت دیدیا (اورفقراء کے لیے دوسرا بندوبست فرمایا) اس نے جب آپ کی یہ کرم گستری دیکھی اور اچھی طرح پہچان بھی لیا تو کہنے لگا کہ یزید کا انتقال ہو چکا ہے آپ سے زیادہ مستحق خلافت کوئی نہیں، آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں، میں آپ کو تخت خلافت پر بٹھاؤں گا، آپ نے فرمایا کہ میں خداوند عالم سے عہد کر چکا ہوں کہ ظاہری خلافت قبول نہ کروں گا، یہ فرما کر آپ اپنے دولت سرا کو تشریف لے گئے (تاریخ طبری فارسی ص ۶۴۲)۔

امام زین العابدین اور فقراء مدینہ کی کفالت

علامہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فقراء مدینہ کے سو گھروں کی کفالت فرماتے تھے اور سارا سامان ان کے گھر پہنچایا کرتے تھے جنہیں آپ بہ بھی معلوم نہ ہونے دیتے تھے کہ یہ سامان خورد و نوش رات کو کون دے جاتا ہے آپ کا اصول یہ تھا کہ بوریاں پشت پر لاد کر گھروں میں روٹی اور آٹا وغیرہ پہنچاتے تھے اور یہ سلسلہ تابحیات جاری رہا، بعض معززین کا کہنا ہے کہ ہم نے اہل مدینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام زین العابدین کی زندگی تک ہم خفیہ غذائی رسد سے محروم نہیں ہوئے۔ (مطالب السؤل ص ۲۶۵، نورالابصار ص ۱۲۶)۔

امام زین العابدین اور بنیاد کعبہ محترمہ و نصب حجر اسود

۷۱ھ میں عبدالملک بن مروان نے عراق پر لشکر کشی کر کے مصعب بن زبیر کو قتل کیا بھر ۷۲ھ میں حجاج بن یوسف کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر کو قتل کرنے کے لیے مکہ معظمہ روانہ کیا۔ (ابوالفداء)۔ وہاں پہنچ کر حجاج نے ابن زبیر سے جنگ کی ابن زبیر نے زبردست مقابلہ کیا اور بہت سی لڑائیاں ہوئیں، آخر میں ابن زبیر محصور ہو گئے اور حجاج نے ابن زبیر کو کعبہ سے نکالنے کے لیے کعبہ پر سنگ باری شروع کردی، یہی نہیں بلکہ اسے کھدوا ڈالا، ابن زبیر جمادی الآخر ۷۳ھ میں قتل ہوا (تاریخ ابن الوردي)۔ اور حجاج جو خانہ کعبہ کی بنیاد تک خراب کر چکا تھا اس کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ علامہ صدوق کتاب علل الشرائع میں لکھتے ہیں کہ حجاج کے ہدم کعبہ کے موقع پر لوگ اس کی مٹی تک اٹھا کر لے گئے اور کعبہ کو اس طرح لوٹ لیا کہ اس کی کوئی پرانی چیز باقی نہ رہی، پھر حجاج کو خیال پیدا ہوا کہ اس کی تعمیر کرانی چاہئے چنانچہ اس نے تعمیر کا پروگرام مرتب کر لیا اور کام شروع کر دیا، کام کی ابھی بالکل ابتدائی منزل تھی کہ ایک اڑدھابراآمد ہو کر ایسی جگہ بیٹھ گیا جس کے بٹے بغیر کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا لوگوں نے اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دی، حجاج گھبرا اٹھا اور لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے جب لوگ اس کا حل نکالنے سے قاصر رہے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آج کل فرزند رسول حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یہاں آئے ہوئے ہیں، بہتر ہوگا کہ ان سے دریافت کرایا جائے یہ مسئلہ ان کے علاوہ کوئی حل نہیں کرسکتا، چنانچہ حجاج نے آپ کو زحمت تشریف آوری دی،

آپ نے فرمایا کہ اے حجاج تونے خانہ کعبہ کو اپنی میراث سمجھ لیا ہے تونے توبنائے ابراہیم علیہ السلام کو اکھڑوا کر راستہ میں ڈلوادیا ہے ”سن“ تجھے خدا اس وقت تک کعبہ کی تعمیر میں کامیاب نہ ہونے دیے گا جب تک تو کعبہ کا لٹا ہوا سامان واپس نہ منگائے گا، یہ سن کر اس نے اعلان کیا کہ کعبہ سے متعلق جوشے بھی کسی کے پاس ہو وہ جلد سے جلد واپس کرے، چنانچہ لوگوں نے پتھر مٹی وغیرہ جمع کر دی جب آپ اس کی بنیاد استوار کی اور حجاج سے فرمایا کہ اس کے اوپر تعمیر کراؤ ”فلذالک صار البیت مرتفعاً“ پھر اسی بنیاد پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی (کتاب الخرائج والجرائح میں علامہ قطب راوندی لکھتے ہیں کہ جب تعمیر کعبہ اس مقام تک پہنچی جس جگہ حجر اسود نصب کرنا تھا تو یہ دشواری پیش ہوئی کہ جب کوئی عالم، زاہد، قاضی اسے نصب کرتا تھا تو ”یتزلزل ویضطرب ولا یستقر“ حجر اسود متزلزل اور مضطرب رہتا اور اپنے مقام پر ٹھہرنا نہ تھا بالآخر امام زین العابدین علیہ السلام بلائے گئے اور آپ نے بسم اللہ کہہ کر اسے نصب کر دیا، یہ دیکھ کر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا (دمعہ ساکبہ جلد ۲ ص ۲۳۷)۔

علماء و مورخین کا بیان ہے کہ حجاج بن یوسف نے یزید بن معاویہ ہی کی طرح خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر وغیرہ پھنکوائے تھے۔

امام زین العابدین اور عبدالملک بن مروان کا حج

بادشاہ دنیا عبدالملک بن مروان اپنے عہد حکومت میں اپنے پایہ تخت سے حج کے لیے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور بادشاہ دین حضرت امام زین العابدین بھی مدینہ سے روانہ ہو کر پہنچ گئے مناسک حج کے سلسلہ میں دونوں کا ساتھ ہو گیا، حضرت امام زین العابدین آگے آگے چل رہے تھے اور بادشاہ پیچھے چل رہا تھا عبدالملک بن مروان کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اس نے آپ سے کہا کیا میں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے جو آپ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے اس نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی ہے کیا تو بھی یہی حوصلہ رکھتا ہے اس نے کہا نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ آپ میرے پاس آئیں تاکہ میں آپ سے کچھ مالی سلوک کروں، آپ نے ارشاد فرمایا مجھے تیرے مال دنیا کی ضرورت نہیں ہے مجھے دینے والا خدا ہے یہ کہہ کر آپ نے اسی جگہ زمین پر ردائے مبارک ڈال دی اور کعبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا، میرے مالک اسے بھر دے، امام کی زبان سے الفاظ کانکنا تھا کہ ردائے مبارک موتیوں سے بھر گئی، آپ نے اسے راہ خدام میں دیدیا (دمعہ ساکبہ، جنات الخلود ص ۲۳)۔

امام زین العابدین علیہ السلام اخلاق کی دنیا میں

امام زین العابدین علیہ السلام چونکہ فرزند رسول تھے اس لئے آپ میں سیرت محمدیہ کا ہونا لازمی تھا علامہ محمد ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کو برا بھلا کہا، آپ نے فرمایا بھائی میں نے تو تیرا کچھ نہیں بگاڑا، اگر کوئی حاجت رکھتا ہے تو بتاتا کہ میں پوری کروں، وہ شرمندہ ہو کر آپ کے اخلاق کا کلمہ پڑھنے لگا (مطالب السؤل ص ۲۶۷)۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں، ایک شخص نے آپ کی برائی آپ کے منہ پر کی آپ نے اس سے بے توجہی برتی،

اس نے مخاطب کر کے کہا، میں تم کو کہہ رہا ہوں، آپ نے فرمایا، میں حکم خدا ”واعرض عن الجاہلین“ جاہلوں کی بات کی پرواہ نہ کرو پر عمل کر رہا ہوں (صواعق محرقہ ص ۱۲۰)۔ علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے آکر کہا کہ فلاں شخص آپ کی برائی کر رہا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو، جب وہاں پہنچے تو اس سے فرمایا بھائی جو بات تونے میرے لیے کہی ہے، اگر میں نے ایسا کیا تو خدا مجھے بخشے اور اگر نہیں کیا تو خدا تجھے بخشے کہ تونے بہتان لگایا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد سے نکل کر چلے تو ایک شخص آپ کو سخت الفاظ میں گالیاں دینے لگا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی حاجت رکھتا ہے تو میں پوری کروں، ”اچھا لے“ یہ پانچ ہزار درہم، وہ شرمندہ ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ پر بہتان باندھا، آپ نے فرمایا میرے اور جہنم کے درمیان ایک گھاٹی ہے، اگر میں نے اسے طے کر لیا تو پرواہ نہیں جو جی چاہے کہو اور اگر اسے پار نہ کر سکا تو میں اس سے زیادہ برائی کا مستحق ہوں جو تم نے کی ہے (نور الابصار ص ۱۲۷ - ۱۲۶)۔

علامہ دمیری لکھتے ہیں کہ ایک شامی حضرت علی کو گالیاں دے رہا تھا، امام زین العابدین نے فرمایا بھائی تم مسافر معلوم ہوتے ہو، اچھا میرے ساتھ چلو، میرے یہاں قیام کرو، اور جو حاجت رکھتے ہو بتاؤ تاکہ میں پوری کروں وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا (حیوۃ الحيوان جلد ۱ ص ۱۲۱)۔ علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے بیان کیا کہ فلاں شخص آپ کو گمراہ اور بدعتی کہتا ہے، آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ تم نے اس کی ہمنشینی اور دوستی کا کوئی خیال نہ کیا، اور اس کی برائی مجھ سے بیان کر دی، دیکھو یہ غیبت ہے، اب ایسا کہی نہ کرنا (احتجاج ص ۳۰۴)۔

جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تھا تو خوش و مسرور ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے خداتیرا بہلا کرے کہ تو میرا زاد راہ آخرت اٹھانے کے لیے آگیا ہے (مطالب السؤل ص ۲۶۳)۔ امام زین العابدین علیہ السلام صحیفہ کاملہ میں فرماتے ہیں خداوند میرا کوئی درجہ نہ بڑھا، مگر یہ کہ اتنا ہی خود میرے نزدیک مجھ کو گھٹا اور میرے لیے کوئی ظاہری عزت نہ پیدا کر مگر یہ کہ خود میرے نزدیک اتنی ہی باطنی لذت پیدا کر دے۔

امام زین العابدین اور صحیفہ کاملہ

کتاب صحیفہ کاملہ آپ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے اس میں بے شمار علوم و فنون کے جوہر موجود ہیں یہ پہلی صدی کی تصنیف ہے (معالم العلماء ص ۱ طبع ایران)۔ اسے علماء اسلام نے زبور آل محمد اور انجیل اہلبیت کہا ہے (ینابیع المودۃ ص ۴۹۹، فہرست کتب خانہ طہران ص ۳۶)۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت معانی کو دیکھ کر اسے کتب سماویہ اور صحف لوحیہ و عرشہ کا درجہ دیا گیا ہے (ریاض السالکین ص ۱) اس کی چالیس شرحیں ہیں جن میں میرے نزدیک ریاض السالکین کو فوقیت حاصل ہے۔

امام زین العابدین عمر بن عبدالعزیز کی نگاہ میں

۸۶ھ میں عبدالملک بن مروان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک خلیفہ بنایا گیا یہ حجاج بن یوسف

کی طرح نہایت ظالم وجابر تھا اسی کے عہد ظلمت میں عمر بن عبدالعزیز جو کہ ولید کا چچا زاد بھائی تھا حجاز کا گورنر ہوا یہ برام نصف مزاج اور فیاض تھا، اسی کے عہد گورنری کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ۸۷ھ ء میں سرور کائنات کے روضہ کی ایک دیوار گر گئی تھی جب اس کی مرمت کا سوال پیدا ہوا، اور اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی مقدس ہستی کے ہاتھ سے اس کی ابتداء کی جائے تو عمر بن عبدالعزیز نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہی کو سب پر ترجیح دی (وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۳۸۶)۔ اسی نے فدک واپس کیا تھا اور امیر المومنین پر سے تبراء کی وہ بدعت جو معاویہ نے جاری کی تھی، بند کرائی تھی۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت

آپ اگرچہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر فرما رہے تھے لیکن آپ کے روحانی اقتدار کی وجہ سے بادشاہ وقت ولید بن عبدالملک نے آپ کو زبردیا، اور آپ بتاریخ ۲۵ / محرم الحرام ۹۵ھ مطابق ۷۱۴ کو درجہ شہادت پر فائز ہو گئے امام محمد باقر علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ مدینہ کے جنت البقیع میں دفن کر دیے گئے علامہ شبلی نجی، علامہ ابن حجر، علامہ ابن صباغ مالکی، علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ ”وان الذی سمہ الولید بن عبدالملک“ جس نے آپ کو زبردے کر شہید کیا، وہ ولید بن عبدالملک خلیفہ وقت ہے (نور الابصار ص ۱۲۸، صواعق محرقہ ص ۱۲۰، فصول المهمہ، تذکرہ سبط ابن جوزی، ارجح المطالب ص ۲۲۲، مناقب جلد ۲ ص ۱۳۱)۔ ملا جامی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا ناقہ قبر پر نالہ و فریاد کرتا ہوا تین روز میں مر گیا (شواہد النبوت ص ۱۷۹، شہادت کے وقت آپ کی عمر ۵۷ / سال کی تھی۔

آپ کی اولاد علماء

فریقین کا اتفاق ہے کہ آپ نے گیارہ لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں۔ (صواعق محرقہ ص ۱۲۰، ارجح المطالب ص ۲۲۲)

- علامہ شیخ مفید فرماتے ہیں کہ ان پندرہ اولاد کے نام یہ ہیں ۱۔ حضرت امام محمد باقر آپ کی والدہ حضرت امام حسن کی بیٹی ام عبداللہ جناب فاطمہ تھیں۔ ۲۔ عبداللہ ۳۔ حسن ۴۔ زید ۵۔ عمر ۶۔ حسین ۷۔ عبدالرحمن ۸۔ سلیمان ۹۔ علی ۱۰۔ محمد اصغر ۱۱۔ حسین اصغر ۱۲۔ خدیجہ ۱۳۔ فاطمہ، ۱۴۔ علیہ ۱۵۔ ام کلثوم (ارشاد مفید فارسی ص ۲۰۱)۔